اس نے کہا جو آپ نے سمجھا یہ یوں ہی ہے (۱۲) ہاں بھائی کا دل آپ کی فرقت سے حزیں ہے
پر مجھ کو بھی کچھ عقل ہے آخر کہ نہیں ہے لونڈی مع فرزند فدائے شہِ دیں ہے
جانے سے تمہارے نہیں گھبراتی ہوں صاحب
مہر اپنا بحل کرنے کو میں آئی ہوں صاحب

مرثیہ ۴

شہادت حضرت علی اکبرؑ

کسی کا خانۂ اُمید بے چراغ نہ ہو (۱) جوان بیٹے کا دل کو پدر کے داغ نہ ہو
ہزار باغ گیتی پر خزاں یہ باغ نہ ہو پسر کے غم سے پریشاں دل و دماغ نہ ہو
فلک بلا کا شہِ کربلا پہ ٹوٹا ہے
مسافری میں برابر کا لال چھوٹا ہے

وہ لال جس کو نہ پہنچے کوئی دُرِ شہوار (۲) وحیدِ عصر شباہت میں احمدؐ مختار
ہمیشہ مثلِ علیؑ روزہ دار شب بیدار شجاع و متقی و خوش مزاج غیرت دار
یہ سب کمال ملے زیرِ خاک اک دن میں
تمام ہو گئے اٹھارہ سال کے سن میں

بتولؑ کہتی تھی فریاد یا علیؑ فریاد (۳) مری بہو ہوئی برباد یا علیؑ فریاد
بجائے رحم ہے بیداد یا علیؑ فریاد خدا کے واسطے دو داد یا علیؑ فریاد
دُہائی یوسفِ آلِ عبا کو مارا ہے
جواں کو مارا ہے ناکتخدا کو مارا ہے

(۴)

لکھا ہے راوی نے کہ جوں ہی صدا آئی — حسینؑ امام کے چہرے پہ مردنی چھائی
وہ آہ کی کہ ضریحِ رسول تھرّائی — روانہ ہو گئی اشکوں کے ساتھ بینائی
سوارِ دوشِ پیمبر کی آس ٹوٹ گئی
عنانِ صبر تو تھامی لگام چھوٹ گئی

(۵)

ہلے خیام گرے قبے تھرتھرائے جگر — اٹھا یہ شور کہ مارے گئے علی اکبرؑ
اٹھا کے پردہ حرم دیکھنے لگے باہر — تڑپ کے خاک پہ چلائی زینبِؑ مضطر
زمین ہلتی ہے کیا رن میں آسمان گرے
پکاری فضہؓ کہ حضرت کے بھائی جان گرے

(۶)

پکارتے ہیں پسر کو پسر نہیں آتا — جگر میں درد ہے لختِ جگر نہیں آتا
کوئی رفیقِ شہِ بحر و بر نہیں آتا — تمہارے بھائی کو رستہ نظر نہیں آتا
پسر کے غم میں خزادہ مرا ہلاک ہوا
بسا بسایا گھر اٹھارہ برس کا خاک ہوا

(۷)

یہاں تو فضہؓ یہ کرتی تھی درد کی تقریر — عصا نے آہ اٹھا کر ادھر چلے شبیرؑ
اندھیرا سامنے آنکھوں کے اور دل تغییر — ہر ایک بار یہ نعرہ کہ یا جنابِ امیرؑ
کبھی اٹھے کبھی سلطانِ مشرقین گرے
لکھا ہے یہ کہ بہتّر جگہ حسینؑ گرے

(۸)

قدم قدم پہ ٹھہرتے تھے شاہِ تشنہ گلو — ہوا میں سونگھتے تھے اپنے لال کی خوشبو
زمیں پہ بیٹھ کے گاہے بہاتے تھے آنسو — تلاش کرتے تھے ہاتھوں سے لاش کو ہر سو
جو کوئی پوچھتا تھا کیا حضور ڈھونڈتے ہیں
تو رو کے کہتے تھے آنکھوں کا نور ڈھونڈتے ہیں

(۹)
قریبِ فوج جو سلطانِ بحر و بر آئے | پکارے ہنس کے عدو خیر ہے کدھر آئے
یہ کون مر گیا جو آپ ننگے سر آئے | پیادہ دھوپ میں تھامے ہوئے جگر آئے
یہ کون چاند ہوا آج دُور آنکھوں سے
کہ چینِ دل سے گیا اور نور آنکھوں سے

(۱۰)
کہا حسینؑ نے رو کر تمہیں نہیں معلوم | ہمارے گھر میں ہے محشر تمہیں نہیں معلوم
مِٹی شبیہِ پیمبرؐ تمہیں نہیں معلوم | چھُٹا حسینؑ سے اکبرؑ تمہیں نہیں معلوم
رُلانے کو یہ امامِ اُمم سے پوچھتے ہو
چھُری پھرا کے کلیجہ پہ ہم سے پوچھتے ہو

(۱۱)
اے آنکھیں والو مرا نورِ عین کس جا ہے | جوانو بولو مرے دل کا چین کس جا ہے
جوانِ فاتحِ بدر و حنین کس جا ہے | ضعیف عینکِ چشمِ حسینؑ کس جا ہے
کہو رسولؐ کی تصویر کو کہاں کھویا
عصائے پیریٔ شبیرؑ کو کہاں کھویا

(۱۲)
پکارا شمرِ لعیں کہ کوئی نہیں بتانے کا | بڑا ثواب ہے ساداتؑ کے رُلانے کا
نہ زندہ چھوڑیں گے بچہ بھی اِس گھرانے کا | ارادہ ہے علی اصغرؑ کے خوں بہانے کا
جو تیر مار ہو ننھے گلے سے عید کریں
تمہاری گود میں ششماہے کو شہید کریں

(۱۳)
گر آپ دیکھیں گے لاشِ پسر تو کیا ہوگا | لحد میں تڑپیں گے خیر البشرؐ تو کیا ہوگا
جنابِ فاطمہؑ پیٹیں گی سر تو کیا ہوگا | نکل پڑے گا جو مُنہ سے جگر تو کیا ہوگا
پھرا ہے حاکمِ وقت آپ کے گھرانے سے
تمہارے واسطے رحم اُٹھ گیا زمانے سے

یہ سُن کے اور طرف شاہِ حق شناس چلے (۱۴) کبھی حواس میں اور گاہ بے حواس چلے
نہ تھا یہ ہوش کدھر آئے کس کے پاس چلے پکارتے ہوئے ہر سو بہ درد و یاس چلے
مرے جواں مرے عاشق مرے جگر بولو
کہاں سدھارے کدھر چھپ رہے پسر بولو

ضعیف باپ کی پیری پہ رحم فرماؤ (۱۵) قدم قدم پہ نہ جنگل کی خاک چھنواؤ
جو مجھ پہ ہنستے ہیں تم ان کو آنکھ دکھاؤ علیؑ کا نام لو اور دوڑ کر چلے آؤ
بلا لو دادا کو نزدیک ہے نجف بیٹا
اکیلے پاؤں رگڑتے ہو کس طرف بیٹا

یہ کہتے تھے کہ پکارا کوئی ترس کھا کر (۱۶) کہ ایک شیر وہ گھائل پڑا ہے زیرِ شجر
کہاں کہاں کہا اور دوڑے سبطِ پیغمبرؐ دعائیں دے کے اُسے پوچھنے لگے سرور
بھلا نشاں تو دے کیا ثبوت ہوتا ہے
وہ شیر اور ہے یا شیرِ حق کا پوتا ہے

وہ رو کے بولا سنو لمبے لمبے گیسو ہیں (۱۷) ستارے خال قمر رخ ہلال ابرو ہیں
علیؑ کے زور کا سانچہ وہ گول بازو ہیں پسینہ عطر ہے کپڑے تمام خوشبو ہیں
بڑا پتہ تو یہ ہے وہ نبیؐ کا ثانی ہے
وداعِ عمر ہے اور موسمِ جوانی ہے